حضرت فاطمہؑ، کتب اہل سنت کی نظر میں

عادل فراز نقوی

رسول اسلامؐ کی اکلوتی بیٹی اور عالمین کی عورتوں کی سردار جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ذات گرامی سے متعلق علمائے اہل تشیع کی کتابوں میں روایات اور احادیث رسولؐ کی کثرت ہے۔مختلف ملکوں کے الگ الگ شہروں سے آپکی سیرت و سوانح پر بیش بہا قیمتی کتابوں کا ذخیرہ سامنے آتا رہاہے ۔لیکن علمائے تشیع کے علاو ہ آپکی ذات گرامی قدر پر جو تحقیقی کام علمائے اہل سنت نے کیاہے وہ بھی قابل ذکر ہے۔ خاص کر دور قدیم میں جتنی روایات اور احادیث علمائے اہلسنت نے جناب فاطمہ زہراؑ سے متعلق جمع کیں اور ان روایات کو علم درایت کی روشنی میں جانچا پر کھا اسکی مثال نہیں دی جا سکتی۔اس مقالہ میں ایسی چند احادیث کا ذکر کیا جاتاہے جو کافی شہرت کی حامل ہیں۔

ولادت جناب فاطمہؑ :ولادت جناب فاطمہؑ سے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں متن کے لحاظ سے کافی تفریق ہے۔اول تو یہ کہ کچھ روایات کی بنیاد پر جب حضور کو معراج ہوئی اس وقت جبریل نے آپ کو جنت کا پھل دیا جس سے نور فاطمہ زہراؑ آپ تک منتقل ہوا جیساکہ محبّ الدین طبری نے نقل کیا ہے۔ دوسری وہ روایات ہیں جن میں زمین پر ہی جبریل نے آپ کو اور آپکی زوجہ جناب خدیجہ کو جنت کے پھل لاکر دیے جن کی بنیاد پر نور سیدہ طاہرہؑ آپ تک منتقل ہوا جیسا کہ شیخ شعیب ابو مدین بن سعد مصری نے بیان کیاہے۔لیکن ان تمام روایات کے تناظر میں یہ واضح ہوتا ہے کہ نور سیدہ رسالتمآب اور جناب خدیجہ تک جنت کے پھل کے ذریعہ منتقل کیا گیا۔[۱]

حافظ ابوالفداء " البدایہ و النہایہ " میں لکھتے ہیں ،فَلَمّا وُلِدَت فَاطِمَة لَم يَرْضَعْهَا،جس وقت فاطمہ زہراؑ کی ولادت ہوئی تو آپ نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔کیونکہ اس وقت عربوں میں یہ رسم عام تھی کہ بچوں کی رضاعت اور تربیت کے لئے دایہ کو رکھا جاتا تھا جیساکہ رسول اکرمؐ کی دیکھ بھال کے لئے جناب حلیمہ خاتون کو معین کیا گیا تھا۔لیکن علماء اہلسنت اس بات پر متفق ہیں کہ جناب فاطمہ(س) کو سوائے جناب خدیجہ کے نہ تو کسی نے دودھ پلایا اور نہ کسی اور خاتون نے تربیت دی۔چونکہ آپ کی والدہ جناب خدیجہ کا انتقال آپکی صغر سنی میں ہی ہوگیا تھا لہٰذا تربیت کے لئے رسم عرب کے مطابق

ضروری تھا کہ کسی دایہ کو معین کیا جاتا مگر رسول خداؐ نے آپ کی تربیت خود کی اور کسی دایہ کو متعین نہیں کیا۔۲؎

فاطمہ نام رکھنے کی وجہ تسمیہ: حافظ ابو بکر احمد بن علی شافعی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ اسلام فرمایا کرتے تھے "اِبْنَتِی فَاطِمَۃُ حَوراء آدَمِیَّہ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمِثْ وَاِنَّمَا سَمّٰاھٰا فاطمۃُ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھا وَ مَحِبّیھَا عَنِ النَّار"۔ میری بیٹی فاطمہ عورتوں کی تمام مخصوص عادات سے مبرا ہے اور انکا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ نے انہیں پاکیزہ بنا یا اور انکے دوستوں پر جہنم کو حرام کردیا۔۳؎

دوسری حدیث ابوہریرہ سے وارد ہوئی ہے جسے علامہ علی متقی نے "کنز العمال" میں تحریر کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا "اِنَّمَا سُمِّیَتْ اِبْنَتِی فَاطِمَۃُ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَ ذُرِّیَتَھا وَ مُحِبّیھَا عَنِ النَّارِ"۔ "ینابیع المودۃ" میں بھی اس حدیث کو اسی طرح " مولف فردوس" کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے ۴؎

بتول کا مطلب: علامہ امرتسری ارجح المطالب میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلامؐ سے بتول کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول خدا نے فرمایا " اَلْبُتُولُ التی لَمْ تَرَ حُمرۃً قَطُّ .أَیْ لَمَ تَحِضْ فَاِنَّ الْحَیْضَ مُکْرَہٌ مِنْ بَنٰاتِ الاَنْبِیٰاءِ اَخْرَجَہُ الحٰاکِمُ "۵؎

فاطمہ سیدۃ نساء العالمین: "مسند ابوداؤد" میں جناب عائشہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک خاص موقع پر فرمایا " یٰا فَاطِمَۃُ اَمَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُونِی سَیِّدَۃَ نِسَاءِ الْعالَمِیْنَ اَوْ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَضَحِکَتْ " جناب عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اسلامؐ نے جناب فاطمہ (س) سے ارشاد فرمایا: فاطمہ (س) کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہیں عالمین کی عورتوں کا سردار منتخب کیاگیاہے تو جناب فاطمہ (س) مسکرائیں۔۶ علامہ شیخ علی بن حسن شافعی اپنی کتاب '' الحفة العليه و الادب العلمية" میں اس حدیث کو دوسرے زاویہ سے نقل کرتے ہیں " اُمّ الْحَسَنِ بن عَلِیٍ سَیِّدَۃُ نِساءِ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ "مادر حسنین دنیا و آخرت میں عورتوں کی سردار ہیں۔۷؎

علّامہ ابن عبد البر اندلسی نے "الاستیعاب"میں معروف راوی حدیث ابوہریرہ سے اس حدیث کو بیان کیا ہے مگر مفہوم و معنی کے لحاظ سے حدیث مختلف ہوگئی ہے ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اسلامؐ نے مجھ سے بیان فرمایا "خَیْرُ نِساءِ العٰالَمِیْنَ اَرْبَعُ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرانَ .وَآسِیَۃُ بِنْتُ مُزاحِم ،وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدْ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّد ---"عالمین کی بہترین عورتیں چار ہیں مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم ،خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کو "الاصابہ" میں بیان کیاہے۔۸؎

تسبیح فاطمہؑ کی روایت: کثرت کے ساتھ علماء اہل سنت والجماعت نے تسبیح جناب فاطمہ (س) سے متعلق روایات کو قلم بند کیا ہے اور اسکی اسناد سے بھی بحث کی ہے۔مختلف کتب احادیث میں اِن روایات کو الگ الگ طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔روایت کے الفاظ اس طرح ہیں"۔ رسول اسلامؐ نے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہ (س) سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی شے کی تعلیم دو ں جو تمہارے لئے" حمرالنعم" (سرخ اونٹ۔سرخ یاقوت) سے بھی بہتر ہو۔حضرت علیؑ نے فرمایا بے شک یا نبی خدا،اس وقت رسول اسلامؐ نے فرمایا "تَکبیراتٌ وَ تَسْبِیحَاتٌ وَ تَحْمِیدَاتٌ مأۃ حِینَ تُرِیْدانِ اَنْ تَنَامَا افتبیتا علی الف حسنۃٍ وَ مثلھا حینَ تُصْبحَان ،فَتَقُومَانِ عَلی الفِ حسنۃٍ ،فَقَال علیؑ: فَاتتنی مُنْذُ سمعتُھا مِنْ رَسولِ اللہِ اِلاّ لَیلۃَ صِفّینِ ،فَاِنّی نَسَیْتُھا حَتیٰ ذَکَرْتُھَامِنْ آخِرِ الَّیْلِ فَقُلْتُھا"۔ اس روایت کی اسناد کو علماء رجال نے درست تسلیم نہیں کیاہے کیونکہ اس روایت کی بنیاد پر ان ثقہ احادیث کی تردید ہوتی ہے جن میں بیان ہوا کہ تسبیح فاطمہ (س) کے ورد کو علیؑ نے لیلۃ الھریر میں بھی ترک نہیں کیا۔اس سلسلے میں عبدالرحمٰن ابو لیلیٰ کی روایت کافی شہرت رکھتی ہے۔۹۔

عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ یا علیؑ کیا آپ نے رسولؐ کی تعلیم کردہ اس تسبیح کے ورد کو صفین کی رات میں بھی اسی طرح جاری رکھا جیسا کہ آپ کا وطیرہ ہے۔حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے صفین کی رات میں (لیلۃ الھریر میں) بھی اس ورد کو اسی طرح انجام دیا۔ مذکورہ علماء کے علاوہ تسبیح فاطمہ (س) کی روایت کو بیان کرنے والے علماء میں سے چند یہ اسماء اس طرح ہیں ان میں ابو داوٗد السبجستانی، سنن ابو داوٗد میں،ابوالفرج ابن جوزی، صفۃ الصفوہ، جلد ۲،ص ۴پر، ابونعیم اصفہانی، "حلیۃ الاولیاء" جلد۱،ص ۶۹ پر ابن اثیر جزری ،محب الدین الطبری" ذخائر العقبی، ص ۶۹و۱۰۵پر " ابن حجر عسقلانی"،فتح الباری فی شرح البخاری"، جلد ۱۱، ص ۱۰۲پر، سیلمانی قندوزی، "ینابیع المودۃ"، ص ۲۰۰ پر "ور جلال الدین سیوطی، "الثغور الباسمۃ فی مناقب سید تنا فاطمہ"، ص ۲ پر۔اس کے علاوہ بیہقی ،ابو بکر احمد بن علی، احمد بن حنبل اور حافظ بخاری جیسے علمائے اکابر نے تسبیح فاطمہ (س) سے متعلق روایات کو اسناد صحیحہ کے حوالے سے نقل کیاہے۔

فاطمہ(س) خیر نساء الامۃ: مندرجہ بالا احادیث کی بنیاد پر جناب فاطمہ زہرأ کا سیدۃ نساء العالمین ہونا ثابت ہے۔ دیگر احادیث میں جناب فاطمہ (س) کے لئے روایت کے چند جملوں کی تفریق ہے۔ان لفظی تفریقات کی بنا پر مفہوم حدیث پر کوئی منفی اثر مرتب نہیں ہوتا بس حدیث کی معمولی نوعیت تبدیل ہوجاتی ہے ورنہ معنی و مفہوم کا بھی تقریبا وہی حاصل ہے۔علامہ ابن عساکر اور دیگر مورخین و محدثین نے حدیث پیغمبرؐ کو اس طرح بیان کیاہے " خیرُ رِجالِکُم عَلِیٌ(ع) ،وَ خَیْرُ شَبَابِکُم اَلحَسَنُ(ع) و

الْحُسَيْنُ (ع) وَ خَيْرُ نِسَائِكُم فاطمةُ(س) " ۔اس حدیث سے جہاں عظمت علی ابن ابی طالبؑ اور منزلت حسنینؑ آشکار ہے وہیں واضح طور پر آپ نے کائنات کی تمام عورتوں سے امتیاز جناب فاطمہ (س) کو بھی بیان کیاہے۔"خیر نسائکم" کا یہ توصیفی جملہ رسول اکرمؐ نے مکمل دور حیات میں کسی دوسری عورت کے لئے ارشاد نہیں فرمایا۔ تفصیلات کے لئے دیکھیں۔۱۰؎

غضب فاطمہ (س) غضب خداہے :حاکم نیشاپوری نے اپنی "مستدرک" میں رسولؐ اسلام کی اس معروف حدیث کو نمایاں طور پر نقل کیاہے کہ رسولؐ اسلام نے جناب صدیقۂ طاہرہ(س) سے فرمایا " اِنَّ اللهَ يَغْضِبُ لِغَضَبِک وَ يَرْضىٰ لِرِضٰاکِ "فاطمہ (س) بیشک اللہ تیری ناراضگی سے ناراض اور تیری خوشی میں خوش ہوتاہے۔حاکم نیشا پوری نے اس حدیث کے آخر میں تحریر کیاہے کہ " هذا حديثُ صَحِيْح الاَسنَاد " کہ یہ حدیث اپنی اسناد کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔۱۱؎

اسی مفہوم کی دوسری حدیث جو مابین اہل تسنن و علماء اہل تشیع مشہور ترین حدیث ہے کہ رسول اسلامؐ نے فرمایا " اِنَّ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ يَغْضِبُ لِغَضَبِ فَاطمةَ وَ يَرْضىٰ لِرِضَاهَا " بیشک اللہ فاطمہ (س) کے غضبناک ہونے سے غضبناک اور ان کے خوش ہونے سے خوش ہوتاہے۔

ذریت فاطمہ (س) پر آتش دوزخ حرام ہے :ذریت جناب سیدہ طاہرہؑ پر پروردگار عالم نے آتش جہنم کو حرام قراردیاہے۔حدیث میں ذریت میں شمولیت کا زمانہ متعین نہیں کیا گیا ہے اور نہ کسی مخصوص پس منظر میں یہ حدیث حضور نے بیان فرمائی ہے۔ہاں اتنی تخصیص ضرور رکھی کہ آتش جہنم کو صرف ذریت سیدہ پر حرام قرار دیا اور یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے جاری ہے۔ محدثین اہل سنت نے اس حدیث شریف کو صراحت کے ساتھ اپنی کتابوں میں نقل فرمایاہے۔"مستدرک" میں حاکم نیشا پوری نے عبداللہ ابن مسعود کے حوالے سے اس حدیث کو رقم کیا ہے متن حدیث یوں ہے " اِنَّ فَاطمةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرمَ اللهُ ذُرِيتَها عَلى النَّار "اس حدیث کے آخر میں بھی انہوں نے لکھا ہے کہ اسناد کے لحاظ سے یہ حدیث بھی صحیح ہے۔۱۲؎

یہی حدیث دوسرے الفاظ میں بھی نقل ہوئی ہے۔جیساکہ علامہ طبرانی اور حافظ ابونعیم اصفہانی وغیرہ نے حدیث کی کتابوں میں درج کیاہے " اِنَّ فَاطمةَ حصنت فَرْجَهَا وَ اِنَّ اللهَ عَزّ وَ جَلَّ اَدْخَلَهَا بِاَحْصَانِ فَرْجَهَاوَ ذُرِيتَهاالجنةَ" ۱۳؎

عمر و ابو بکر کی خواہش تزویج: ابوبکراورعمر نے رسول اسلامؐ کے سامنے جناب فاطمہ(س) سے تزویج کی درخواست پیش کی تو رسول اسلامؐ نے فرمایا کہ مجھے اس امر میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ فاطمہ(س) کے امر میں تمام اختیارات خدا وند متعال کو ہیں۔انس ابن مالک کی روایت کے مطابق ان

دونوں حضرات نے فاطمہ زہرا(س) سے تزویج کی خواہش کو لیکر اپنی اپنی بیٹیوں کے ذریعہ بھی رسول اکرمؐ سے سفارش کی تھی۔اگر ہم "کنز العمال" کی روایت پر اعتماد کریں تو اس روایت کے مطابق رسول اسلامؐ نے ان دونوں کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور جب وہ بضد ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اس امر میں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے ،فاطمہ (س) کی تزویج کے لئے میں حکم الٰہی کا منتظر ہوں اور تمام اختیارات خدا کے پاس ہیں۔اس جواب کے بعد دوبارہ اکابر صحابہ کو کسی کی بھی سفارش کا استعمال کرنا گویا رسولؐ کے قول کی صداقت پر انگشت نمائی ہے۔علامہ ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں انس ابن مالک کے حوالے سے روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت عمر و ابوبکر نے رسولؐ خدا کے منع کرنے کے باوجود تزویج جناب سیدہ کے لئے اپنی اپنی بیٹیوں سے سفارش کرنے کے لئے زور دیا مگر رسول اسلامؐ نے ہر بار وہی جواب دیا جو آپ نے پہلے ان دونوں کو دیا تھا۔اس طرح یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ تزویج فاطمہ (س) کے لئے حضرت علیؑ کا انتخاب بحکم خدا ہوا نہ کہ رسول اسلامؐ کی صرف مرضی کے مطابق۔۱۴۔

جنت مشتاق فاطمہ: علامہ ابوالحسن الواحدی اپنی کتاب " **قلائد الدرر فی الهداة الغرر** " میں طویل سلسلۂ اسناد کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا"**اَشْتَاقَتِ الْجنّةُ اِلیٰ اَرْبعٍ مِّنَ النّساءِ:** مریم بنت عمران ،وآسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ"۔

اسی زمرہ کی روایات دیگر کتابوں میں بھی مرقوم ہیں۔صدیقۂ طاہرہ سے متعلق وہ احادیث بھی کثرت کے ساتھ درج ہیں جن میں آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین عورتوں کی فہرست بغیر فاطمہ (س) کے مکمل نہیں ہوسکتی۔ان میں آپ نے چار عورتوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔یہ وہی فہرست ہے جنکی احادیث نبوی کی بنا پر جنت مشتاق ہے۔"فصول المہمۃ "میں ابن صباغ المالکی نے" مسلم" و "ترمذی" کے حوالے سے حدیث پیغمبرؐ کو بیان کیاہے کہ آپ نے فرمایا" **لَمْ يَكْمُلِ مِّنَ النِّساءِ اِلاّ مَرْيَمُ بنتُ عمرانَ و آسيةُ بنتُ مُزاحِمِ امرئةُ فرعونَ و خَدِيجَةُ بنتُ خُويلِدٍ وَ فاطمةُ بنتُ مُحمّدٍ ﷺ** "۔۱۵۔

فاطمہ (س) روز محشر: مقاتل و کتب احایث میں یہ معروف حدیث نبوی طویل سلسلۂ اسناد کے ساتھ مرقوم ہے جسے علامہ اثیر جذری کے علاوہ حاکم نیشاپوری ،علامہ طبرانی اور معروف علماء اہل تسنن نے بیان کیاہے کہ روز قیامت ایک منادی ندا کریگا "**يَا أَهْلَ الْجَمْعِ غُضُوا اَبْصارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنتِ مُحَمّدٍ ﷺ حَتىٰ تَمُرّ هذا حديث صحيح على شرط شيخين**۔اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو یہاں تک کہ فاطمہ یہاں سے گذرجائیں۔اس حدیث سے جہاں عصمت فاطمہ (س) اور عظمت و جلال

سیدہ کی نشاندہی ہوتی ہے وہیں نگاہ پروردگار عالم میں آپکی شرف و منزلت بھی واضح ہوتی ہے۔۱۶؎

اسی حدیث شریف کو علامہ ذہبی نے دوسرے طریقے سے بھی نقل کیاہے " اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادیٰ مُنَادِیًا اَهلَ الْجَمْعِ غُضُّوا اَبْصَارَکُمْ عَن فاطمةَ حَتیّٰ تَمُرَّ عَلَی الصّرَاطِ اِلَی الجَنَّةِ "اس حدیث کے الفاظ میں معمولی سا فرق ہے مذکورہ حدیث میں "حتیٰ تمر علی الصراط الی الجنة " کی عبارت نہیں ہے مگر اس سے مفہوم حدیث پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔۱۷؎

"تاریخ بغداد" میں حافظ ابو بکر بغدادی نے اس حدیث کو جناب عائشہ کی سند کے ساتھ بھی نقل کیاہے۔حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو اثیر جذری اور علّامہ طبرانی کی روایت میں آئے ہیں تقدم و تاخر لفظیات کا فرق اتنا معنی خیز نہیں ہے۔" عَنْ عَائشةِ ـقَالَتْ : قَالَ النّبی(ص) یُنٰادِی مُنادٍیَومَ الْقیٰامَةِ غُضُّو اَبْصَارَکُمْ حَتیٰ تَمُرَّ فاطمةُ بنتُ محمدٍ النّبیؐ "-۱۸؎

اس حدیث کے سلسلۂ اسناد میں یوں تو علی ابن ابی طالبؑ بھی شامل ہیں جسکے بعد اس حدیث شریف کی اہمیت و افادیت مزید بڑھ جاتی ہے مگر علماء اہل سنت نے دیگر راویوں کے نام بھی نقل کئے ہیں جیسے "صواعق محرقہ" میں یہ حدیث ابوہریرہ سے ص ۱۸۸ پر اور "فتح الکبیر" وغیرہ میں بھی مذکورہ راوی کے حوالے سے یہ حدیث رقم کی گئی ہے۔

مذکورہ احادیث کی بنیاد پر روز محشر جناب فاطمہ(س) کی عظمت واضح ہوجاتی ہے۔اب ان احادیث کو بیان کیا جارہاہے جن میں نقل ہواہے کہ سیدہ طاہرہ اپنے فرزند امام حسینؑ کے خون ناحق کے لئے روز محشر بارگاہ خدا وند عالم میں فریاد کریں گی۔اس سلسلے کی تمام تر روایات میں معنوی اور لفظی اعتبار سے کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ان روایات کو علّامہ مغازلی ،علامہ ابن شیرویہ الدیلمی، علّامہ قندوزی ،اور علامہ بدخشی نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔یہ حقیقت بھی صیغۂ راز میں نہیں ہے کہ شہادت حسینؑ کی پیشین گوئی خود رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی میں فرمائی تھی اور اس سلسلے میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔یہ حدیث بھی اسی زمرہ کی احادیث میں سے ہے۔رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا" تُحْشَرُ ابْنَتِی فاطمة یومَ الْقیَامة وَ مَعَها ثِیَابُ مَصْبُوغَةٍ بِدَمٍ ،فَتَتعَلّقُ بقائِمةٍ مِن قَوائمِ الْعَرشِ فَتَقُولُ یَا عدلُ یٰا جَبّار اُحْکُمْ بَینِی وَ بَینَ قاتلِ وَلدِی ،قال رَسُول اللهؐ فَیَحْکُمُ اللهُ لاِ بنَتِی وَرَبّ الْکَعْبَة " قیامت کے دن جب میری بیٹی فاطمہ(س) آئے گی تو اسکے ساتھ ایک خون میں رنگا ہوا لباس ہوگا اور وہ پایۂ عرش کو تھام کر فریاد کرے گی اے صاحب عدل و اختیار میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں: قسم رب کعبہ کی اس وقت خدا میری بیٹی کے حق میں فیصلہ کرے گا۔۱۹؎

محبوب رسالت فاطمہ(س): علامہ ترمذی نے اپنی کتاب صحیح میں ابن بریدہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلامؐ فرمایا کرتے تھے "كَانَ اَحَبُّ النِّسَاءَ اِلٰى رَسُولِ اللهِ (ص)فَاطِمَةُ (س) وَ مِنَ الرِّجَالِ عَلِیٌّ(ع) " رسولؐ کے نزدیک عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ زہراؑ اور مردوں میں علی ابن ابی طالبؑ تھے۔۲۰۔

علّامہ متقی ہندی نے "کنزالعمال" میں اسی مفہوم کی دوسری حدیث ابوہریرہ کے حوالے سے بھی نقل کی ہے کہ رسول اسلامؐ نے علی ابن ابی طالبؑ سے ارشاد فرمایا " **فاطمه احب الی منک و انت اعز علی منها**"۔اے علیؑ فاطمہ(س) مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے اس سے زیادہ عزیز ہو۔اس حدیث شریف میں دونوں کی عظمت و اہمیت کو یکساں طریقے سے بیان کیا گیا ہے ۲۱۔

"مستدرک" میں حاکم نیشاپوری نے حضرت عمرابن خطاب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ خلیفۂ دوم نے فرمایا کہ ایک بار حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ(س) کے پاس تشرف لائے اور فرمایا" يَافَاطِمَه وَاللهِ مَارَأَيتُ اَحداً اَحَبُّ اِلى رسولِ اللهِ ﷺ مِنکِ وَوَاللهِ مٰاكَانَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعدَ ابيكِ صَلى الله عَليهِ وَآله وَسَلّم اَحَبُّ اِلیّ مِنکِ، حدیث مذکور میں حضرت عمر ابن خطاب کی روایت کے مطابق جسے حاکم نیشا پوری نے حدیث موثق تسلیم کیا ہے رسول اسلامؐ کے نام کے بعد "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " ذکر ہوا ہے یہ علماء اہل تسنن کے لئے قابل غور نکتہ ہے اور سنت خلیفہ دوم بھی جس پر عمل ضروری اور فرض ہے۔ ۲۲۔

علامہ سیوطی جامع صغیر میں جناب عائشہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں" قَالَتْ : كَانَ النّبِي(ص) كَثيراً مَّا يُقَبِّلُ عرفَ فَاطِمة(س)"۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولؐ اللہ فاطمہ(س) کی پیشانی کا اکثر بوسہ لیا کرتے تھے ۲۳۔

دوسری روایت بھی جناب عائشہ ہی سے مروی ہے جسے علامہ قندوزی نے "ینابیع" میں نقل کیاہے کہ ام المومنین نے فرمایا "كَانَ النّبِي(ص) اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَبَّلَ نَحْرَ فَاطمة (س).وَ قَالَ : مِنْهَا اَشُمَّ رَائِحَةَ الجَنَّةِ " رسولؐ خدا جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تھے تو فاطمہؑ کی گردن کا بوسہ لیتے تھے اور پھر فرماتے تھے مجھے فاطمہ سے جنت کی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔۲۴۔

علامہ ابن عبد البر اندلسی ابی ثعلبہ کے حوالے سے اسی طریق کی حدیث کو نقل کیا ہے مگر اس حدیث میں کچھ متن کا اختلاف بھی ہے۔متن حدیث اس طرح ہے "كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلى الله عَلَيه وَآلِهِ وَسَلم اِذَا قَدِمَ مِنْ غَزْوٍ .أَوْ سَفَرٍ بَدَءَ بِالمَسْجِدِ فَصَلىٰ بنيه رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَاتِى فَاطمةَ يَاتى اَزْوَاجه"۔ ۲۵۔

علامہ بیہقی اس حدیث کو ثوبان کی روایت کی بنا پر یوں بیان کرتے ہیں "كَانَ رسولُ اللهِ إذَا سَافَرَ كَانَ آخرِ عَهْدِه بِانسانٍ مِنْ اَهْلِهِ فَاطمه ،وَ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا اِذَا قَدِمَ فَاطِمَه " رسول اللہؐ جب کسی سفر کا ارادہ کرتے تھے تو فاطمہ (س) آپ کے اہل سے وہ پہلی فرد ہوتی تھیں جس سے آپ ملاقات کرتے تھے اور جب واپس ہوتے تھے تو سب سے پہلے آپ ہی کے پاس تشریف لے جاتے تھے۲۶۔

ابن اثیر جذری ابن عباس کی روایت کی بنا پر اس طرح نقل کرتے ہیں "اِنّ النّبی كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ قَبَّلَ اِبْنَتَه فاطِمه"۲۷۔

بضعۃ الرسول:اس طریق کی تمام تر احادیث کو تواتر کے ساتھ علماء اہل تسنن نے اپنی کتب احادیث میں نقل کی ہیں اور کتب صحیحہ میں بھی " بِضَعْةٌ مِنّی " کی احادیث موثق و مستند اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔حافظ امام احمد بن حنبل عبد اللہ ابن زبیر کی روایت کی بنا پر نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلامؐ نے ارشاد فرمایا " فَاطمةُ بِضَعَةٌ مّنی یُوذِینِی مَا اذاها وَ یُنْصِبُنِی مَا أَنصَبَهَا" فاطمہ (س) میرا جزء ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اس حدیث شریف کو حافظ ترمذی ،ابن حجر ہیتمی ،علی متقی ہندی ،علامہ بدخشی اور دوسرے علماء اہل سنت نے بھی اس حدیث شریف کو نمایاں طور پر بیان فرمایا ہے۔۲۸۔

بخاری میں یہی حدیث اختلاف متن کے ساتھ نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا " فاطمةُ بضعةٌ مِنّی فَمَن اَغْضَبَهَا أَغضَبنِی" فاطمہ (س) میرا جزو ہے جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔۲۹۔

دیگر کتب احادیث میں اس حدیث کے الفاظ مختلف طریقے سے واقع ہوئے ہیں اختصار کے ساتھ ہم ان احادیث کو نقل کرتے ہیں۔"اِنّمَا فاطمةُ بَضْعَةٌ مّنّی یُؤذِینِی مَا آذاهَا"۳۰۔

علامہ نورالدین بن صباغ المالکی کی روایت کے مطابق "فَاطمةُ بَضْعَةٌ مّنّی وَهِیَ قَلْبِی وَ رُوْحِیَ الّتی بَیْنَ جَنْبِی مَنْ آذاها فَقَدْ آذانِی وَ مَنْ آذانِی فَقَدْ آذَی اللهَ "۳۱۔

علامہ دینوری کی تحقیق کے مطابق متن حدیث یوں ہے" مَنْ ارضٰی فَاطمةَ فَقَدْ أرضَانِی وَ مَنْ اَسْخَطَ فاطمةَ فَقَدْ اَسَخَطَنِی "۳۲۔

مشیت فاطمہؑ مشیت رسول اللہ: حافظ اسماعیل بخاری ابونعیم کی روایت کردہ حدیث کو اس طرح بیان کرتے ہیں جسے ابو نعیم نے جناب عائشہ سے سنا تھا" قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فاطمةُ تَمْشِی كَانَ مَشْيَتُهَا مَشْیَ النَّبِی ؐ فَقَالَ مَرْحَبَا بِابنتِی ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِه أَوْ عَنْ شِمٰالِه "۳۳۔

احترام فاطمہؑ: حافظ ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ "كَانَتْ إِذَا

دَخَلَتْ عَلَیْہِ قَامَ اِلَیْھَا ،فَأَخَذَ بِیَدِھَا ،وَقَبَّلَھَا ،وَاَجْلَسَھَا فِی مَجْلِسِہ ۔۔۔"۔جس وقت فاطمہ (س) رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ سراپا تسلیم کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ بیٹی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔۳۴۔

ترمذی کی روایت کے مطابق جناب عائشہ کا بیان ہے کہ میں نے فاطمہ (س) سے زیادہ کسی کو اپنے باپ سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا۔انکے قیام و قعود کا انداز اور رفتار و گفتار میں رسالت کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ اور جب بھی وہ فاطمہ (س) رسول اللہؐ کی خدمت میں تشریف لاتی تھیں تو حضور تعظیم کے لئے اٹھ جاتے تھے اور اپنی جگہ پر بیٹھالیتے تھے۔۳۵۔

حجاب فاطمہ :رسولؐ اللہ نے اپنی دختر نیک اختر سے ایک دن سوال کیا بیٹی عورتوں کے لئے بہترین عمل کیاہے ؟تو آپ نے فرمایا :باباجان !نہ کوئی مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی مرد کی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھے۔رسول خداؐ نے یہ سنکر فرمایا کیوں نہ ہو بیشک فاطمہ (س) میرا جزء ہے۔۳۶۔

عبادت فاطمہؑ: علامہ زمخشری امام حسنؑ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "مَاکَانَ فِی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ أَعْبَدُ مِنْ فَاطِمَہ ،کَانَتْ تَقُوْمُ حَتّٰی تَوَرَمَ قَدَمَاھٰا" فاطمہ (س) سے زیادہ اس امت میں کوئی عبادت گذار نہیں۔ آپکے کثرت قیام کا عالم یہ تھا کہ پیروں پر ورم آجا تھا۔۳۷۔

خبر شہادت :رسول اسلامؐ نے مختلف موقعوں پر اپنی لخت جگر کو شہادت کی خبر دی تھی۔جس وقت حضورؐ حالت نزع میں تھے اور جاب فاطمہ (س) شدت گریہ سے بے حال تھیں اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا فاطمہؑ میری وفات کے بعد میرے اہل سے سب سے پہلے تم میرے پاس آؤگی۔ یہ سنکر فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا مسکرانے لگیں ۔اس روایت کو مختلف اسناد اور منفرد متون کے ساتھ نقل کیا گیاہے۔۳۸۔

اس روایت کو علامہ دارمی نے اپنی سنن میں بھی درج کیا ہے مگر متن میں معمولی اختلاف ہے۔" لَمَّا نَزَلَتْ اِذَا جَاءَ نَصْرُاللہِ وَالْفَتْح ۔۔دَعَا رَسُولُ اللہِ فاطمَۃَ فَقَالَ:قَدْ نعِیتُ اِلٰی نَفْسِی فَبَکَتْ فَقَالَ: لاتَبکِی فَانک اَوَّلُ اَھْلِی لِحَاقاً بِی فَضَحِکَتْ فَرَاٴھَا بَعضُ أَزْواجِ النَّبِی فَقُلْنَ یَا فاطمۃُ رَأیْناک بَکَیتِ ثُم ضَحِکْتِ قَالَتْ: اِنَّہُ اَخْبَرَنِی انہ قد نعیت الی نفسی فَبَکَیتُ فَقَالَ لِی : لاتَبکِی فَانَّکِ اَولُ اَھلِی لَاحِقٌ بِی فَضَحِکْتُ"۔علامہ دارمی نے اس واقعہ کو ابن عباس کی روایت کی بنا پر نقل کیا ہے جو امہات المومنین کی موجودگی میں پیش آیا۔یہاں بھی مفہوم حدیث مذکورہ حدیث سے الگ نہیں ہے ۔اس روایت کو "تفسیر کشاف" میں علامہ زمخشری نے بھی سورہ نصر کی تفسیر بیان کرتے ہوئے نقل کیاہے۔ ۳۹۔

وصیت فاطمہ(س) :جناب فاطمہ(س) نے شہادت سے قبل جو وصیتیں اپنے شوہر نامدار حضرت علیؑ سے کیں وہ بھی تاریخ کے صفحات پر آج تک محفوظ ہیں۔چند وصیتوں کا ذکر کیا جاتاہے تاکہ سند رہے۔علامہ بیہقی نے "سنن کبریٰ "میں امام جعفر سے روایت نقل کی ہے کہ جناب فاطمہ(س) نے ام سلمہ سے وصیت کی " اے ام سلمہ میری شہادت کے بعد تم اور علیؑ مجھے غسل دینا لہٰذا علیؑ اور ام سلمہ نے سیدہ کو غسل دیا "۔خوارزمی نے "مقتل حسین " میں اس وصیت کا تذکرہ علیؑ و ام سلمہ دونوں کے حوالے سے کیاہے۔[۴۰]

وصیت صدیقہؑ طاہرہ کے مطابق آپ کا جنازہ شب میں اٹھا اور رسم عرب کے بر خلاف آپ کا جنازہ تابوت میں لے جایا گیا اور حضرت علیؑ نے آپ کو رات کے وقت، مطابق وصیت دفن کیا۔اس قبیل کی تمام تر روایات و احادیث کو" شرح نہج البلاغہ" میں ابی الحدید معتزلی ،علامہ دیار بکری نے "تاریخ الخمیس" ، بیہقی نے "سنن الکبریٰ" ،علامہ شیبانی نے "تیسرالاصول" میں بھی نقل کیاہے اور ساتھ ہی وصیت جناب فاطمہ(س) پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔خاص کر ان نکات پر جنکی بنیاد پر سیدہ طاہرہ کا جنازہ شب کے وقت اٹھا اور آپ کی وصیت کے مطابق کچھ افراد کو حضرت علیؑ نے جنازہ کی خبر بھی نہیں دی اور نہ ان افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔[۴۱]

حافظ اسماعیل بخاری کی روایت قابل غور ہے انہوں نے حضرت عائشہ کے قول کو ترجیح دی ہے "أَنْ فَاطمةَ بِنْتَ النَّبِی اَرْسَلَتْ اِلیٰ اَبِی بَکْرٍ تَسْأَلُهُ مِیر اثَها مِنْ رَسُول اللهِ صَلی الله عَلَیه وآله و سَلّم (الی أن قال) فَأَبیٰ أَبُوبَکرٍ اَنْ یَدْفَعَ اِلیٰ فَاطِمةَ مِنْهَا شَیْئاًفَوَجدتْ فَاطمة عَلیٰ أَبی بکرٍ فِی ذٰلک فَهَجَرَتْه فَلمَ تکلمْه حَتیّٰ تَوَفَّیْتُ فَلَمَّا تَوَفَّیْت دَفَنَهَا زَوجُهَا عَلِیٌ لَیلاً وَ لَمْ یُوذِنْ بِها اَبَا بکرٍ"۔ صحیح بخاری کی اس روایت کی بنیا د پر یہ واضح ہوتاہے کہ رسولؐ کی لخت جگر اپنی میراث سے محروم کئے جانے کی بنا پر تا حیات حضرت ابوبکر سے ناراض رہیں اور وصیت کے مطابق حضرت علیؑ نے انہیں دفن فاطمہ(س) کی بھی خبر نہیں دی اور خاموشی کے ساتھ آپکو رات ہی میں دفن فرمایا۔[۴۲]

ان چند احادیث کی بنیاد پر جو اہل سنت کے جلیل القدر علماء کی کتابوں سے مأخوذ ہیں ہم جناب فاطمہؑ کی عظمت و منزلت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔طوالت کے خوف کی بنیاد پر ان تمام احادیث کا اس مختصر مقالہ میں جائزہ پیش کرنا اور انکے مطالب کو اختصار کے ساتھ سمیٹ پانا بھی مشکل ہے جنہیں صراحت کے ساتھ علماء اہل تسنن نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے۔اس مختصر مقالہ میں ان احادیث کو ترجیح دی گئ ہے جو کسی بھی حوالے سے مابین اہل تشیع و اہل سنت معروف ہیں۔

منابع و مآخذ:۔

۱۔ الروض الفائق، ص ۲۱۴، ذخائر العقبی، ص ۴۴

۲۔ البدایہ و النہایہ، ج ۵، ص ۳۷۰

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص ۳۳۱

۴۔ ینابع المودۃ، ص ۲۴۰

۵۔ ارجح المطالب، ص ۲۴۱، ۲۴۷

۶۔ مسند ابوداؤد، ص ۱۹۶

۷۔ تحفۃ العلمیہ ولادب، ص ۱۱، مخطوطہ بحوالہ ملحقات احقاق الحق، ج ۱۰، ص ۲۸

۸۔ استیعاب ج ۲، ص ۷۵۰، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج ۴، ص ۳۶۶

۹۔ حلیتہ الاولیاء، ج ۱، ص ۶۹۔ سنن ابوداؤد، ج ۳ ص ۲۰۶۔ عمدۃ القاری فی شرح البخاری، ج ۱۵، ص ۳۶

۱۰۔ مفتاح النجا، ص ۶۱، ارجح المطالب، ص ۳۱۱

۱۱۔ مستدرک، حاکم، ج ۳، ص ۱۵۳۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۲۲

۱۲۔ مستدرک، حاکم، ج۳، ص ۱۵۳

۱۳۔ معجم الکبیر، ص ۱۳۲۔ ذخائر العقبی، ص ۴۸۔ کنز العمال، ج ۱۳، ص ۹۳

۱۴۔ الفصول المہمۃ، ص ۱۲۷، مطالب السئول، ص ۱۰

۱۵۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۲۳، کفایۃ الطالب، ص ۲۱۲، "المعجم الکبیر" ص ۴۱

۱۶۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۸

۱۷۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص ۱۴۱

۱۸۔ ینابیع المودۃ، ص ۲۶۰، مفتاح النجا، ص ۱۵۰، مودۃ القربیٰ، ص ۱۰۴

۱۹۔ ترمذی، ج ۱۳، ص ۲۴۷، طبع مصر

۲۰۔ کنز العمال، ج ۱۳ ص ۹۴، مطبوعہ حیدرآباد دکن

۲۱۔ مستدرک، حاکم، ج ۳، ص ۱۵۵، طبع حیدرآباد دکن

۲۲۔ جامع الصغیر، ج ۲، ص ۲۹۶

۲۳۔ ینابیع المودۃ، ص۱۹۷، ۲۶۰، وسلیۃ الآمال از علامہ حضرمی، ص ۷۹

۲۴۔ استیعاب، ج ۲، ص ۷۵۰

۲۵۔ سنن الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۶

۲۶۔ اسد الغابہ، ج۵ ،ص ۵۲۲
۲۷۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۴ ،ص ۵۔ترمذی، ج ۱۳،ص ۲۴۷۔ینابیع المودۃ، ص ۱۷۲۔ارجح المطالب، ص ۲۴۵۔صواعق محرقہ، ص ۱۸۸
۲۸۔ صحیح بخاری ،ج ۵ ،ص ۲۱،۲۹
۲۹۔ صحیح مسلم ،ج ۷، ص ۱۴۰
۳۰۔ فصول المہمۃ،ص ۱۲۸
۳۱۔ الامامۃ و السیاسۃ، ج۱،ص ۳
۳۲۔ الادب المفرد، ص ۲۶۶
۳۳۔ سنن ابوداؤد، ج ۴، ص ۴۸۰۔ترمذی، ج ۱۳،ص ۲۴۹
۳۴۔ ترمذی، ج ۱۳، ص ۲۴۹
۳۵۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۶۰۔ الکبائر، ص ۱۷۱
۳۶۔ ربیع الابرار، ص ۹۵
۳۷۔ صحیح ترمذی، ج ۱۳، ص ۲۶۹۔جامع الاصول، ج ۱۰،ص ۸۶۔ صحیح مسلم، ج ۱۴۲۷
۳۸۔ سنن دارمی جزء اول، ص ۳۷ ۔تاریخ اسلام، ذہبی، ج ۲، ص ۹۶
۳۹۔ سنن الکبریٰ ،ج ۳ ،ص ۳۹۶۔ مقتل الحسینؑ ، ص ۸۲
۴۰۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۷۵۲، مقتل الحسین، ص ۸۲
۴۱۔ شرح نہج البلاغہ، ابی الحدید معتزلی،ج ۲، ص ۱۸۔تاریخ الخمیس، ج ۱، ص ۳۴۷،
۴۲۔ صحیح بخاری، ج ۵، ص ۱۳۹۔سنن الکبریٰ ،ج ۶ ،ص ۳۰۰۔تاریخ الامم و الملوک، ج ۲، ص ۴۴۸